OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

محکمہ اوقاف اور مسند نشینوں کے زیرِ انتظام خانقاہوں میں تعمیرِ سیرت کے پروگراموں کا تقابلی جائزہ

A Comparative Study of Character-Building Programs Between *Auqāf's Khānqās* and *Masnad Nasheen's Khānqās*

Syed Muhammad Habib Irfani

Doctoral Candidate, University of Management and Technology, Lahore

Dr. Muhammad Tahir Mustafa

Director Seerat Chair, University of Management and Technology, Lahore

Abstract

Khānqahī system has always facilitated the suffering humanity in terms of not only providing them with the resources to meet the basic necessities of life but also showing them the right path to lead their life according to the teachings of *Sharī'ah* and *Tarīqah*. This research article is a comparative study between the management of "Khānqāhs" presently administered by the Department of *Auqaāf* and those under the supervision of the successors (*Sajjāda Nasheens*) of Sufis and their outcomes for the character building of their followers. The research has adopted mixed research method to pinpoint the significant difference in the management of these Khanqahs and their resultant outcomes for the welfare of the general visitors. The data has been collected through questionnaires for visitors and the managers of these Khānqāhs both from public sector and the successors (*Sajjāda Nasheens*) of Sufis. There has been found significant difference between the opinion of the visitors of Khanqahs under the supervision of the government and those which are supervised by the successors (*Sajjāda Nasheens*). To conclude, this finding provides a strong common ground for a collective effort to revive *Khānqāhī* system to upgrade the moral values of people of the contemporary society by revamping character-building programs according to the present-day needs.

Keywords: *Khānqāh, Khānqāhī Auqāf, Sajjāda Nasheen,* Sharī'ah, Programs, Character Building Comparison

CC BY

تمہید: تاریخی طور پر یہ بات عیاں ہے کہ اہلِ حق نے خطہ عرب، افریقہ، یورپ، ایشیا اور خاص طور پر برصغیر میں لوگوں، خاص طور پر مسلمانوں کی تعمیرِ سیرت و کردار سازی میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ پہلی آٹھ صدیوں میں تبلیغ اسلام کے ساتھ ساتھ تعمیرِ سیرت و کردار کو صحیح اسلامی اصول وضوابط پر قائم رکھنے پر بہت کام ہوا۔ اس کے بعد آج کے دور تک مسلمانوں کی اخلاقی تربیت اور اخلاص للہ، کردار و عمل اور سیرت سازی پر بہت زور دیا گیا۔ اس میں اولیائے کرام نے اپنے کردار و اخلاق، پیار و محبت کے ساتھ ساتھ علوم دین اور اخلاقی شاعری سے لوگوں کے اندر محبت حق اور محبت رسول ﷺ، محبت اہل بیت، احترام صحابہؓ، مرشد کی اہمیت و محبت اور انسانیت کے جذبوں کو اُجاگر کیا۔ رفتہ رفتہ زمانے کی بدلتی ہوئی کیفیات، حالات و واقعات کا اثر جہاں عام انسان کی زندگی پر پڑا وہاں ان درگاہوں میں سے بھی بہت سی متاثر ہوئیں۔ رفتہ رفتہ کچھ درگاہیں محض رسوم وروایات کی ادائیگی کی حد تک محدود ہو گئیں اور اپنے اصل منصب کو فراموش کر بیٹھیں۔ اس میں بہت سے، محرکات شامل حال رہے ہیں جیسے کہ مسند نشینوں کا تعلیم و تعلّم سے کنارہ کشی اختیار کرنا اور مسند کو محض ایک وراثتی چیز بنا دینا۔ لیکن آج بھی چند اولیاء اللہ ایسے ہیں کہ جو اپنے اس ارفع منصب کی لاج رکھنے کی ہر ممکن کوشش کر رہے ہیں۔ آج کے دور میں خانقاہیں کچھ اوقاف کے تحت کام کر رہی ہیں اور کچھ مسند نشینوں کے تصرف میں۔ ان خانقاہوں پر ہونے والے تعمیرِ سیرت و کردار سازی کے پروگراموں کا جائزہ لینے سے پہلے اس حوالے سے ذہن میں پیدا ہونے والے تحقیقی سوالات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

تحقیقی سوالات: عنوان سے اکثریت کے ذہن میں دورِ حاضر میں تعمیرِ سیرت کے تقاضے، تصورات، دین اسلام کے بنیادی تصورات، تعمیرِ سیرت کے موئثر ذرائع، صحبت صالحہ کا جدید تصور اور اس کے ذرائع اور خانقاہ کے کردار کے بارے میں جو سوالات آتے ہیں۔ ان کو ذیل میں دیا گیا ہے:

1۔ کیا موجودہ خانقاہی نظام عصرِ حاضر میں تعمیرِ سیرت کے تقاضوں کو پورا کرتا ہے؟ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟
2۔ تعمیرِ سیرت کے مختلف تصورات کیا ہیں؟ اور موجودہ دور میں کس تصور پر اتفاق رائے پایا جاتا ہے؟
3۔ تعمیرِ سیرت کے لیے دینِ اسلام میں بنیادی تصورات اور بنیادی ذرائع کون سے ہیں؟
اور اب ان میں سے کون سے ذرائع موثر ثابت ہوں گے؟
4۔ تعمیرِ سیرت کے لیے تزکیہ اور صحبتِ صالحہ کا جدید تصور کیا ہے؟ خاص طور پر جب پوری دنیا ایک عالمی گاؤں کی شکل اختیار کر چکی ہے۔
5۔ صحبتِ صالحہ کے لیے ذرائع کون سے ہیں؟ اور کون سے ذرائع موجودہ دور میں موثر ہیں؟
6۔ صحبتِ صالحہ کے لیے خانقاہ کے کردار کی کون کون سی شکلیں قابل قبول ہوں گی؟

تاریخی جائزہ: وقف کے لغوی و اصطلاحی معانی اور مختصر تعارف:

وقف کے لغوی معنی تو "ٹھہرنے" یا "رکنے" کے ہیں اور یہ لفظ اپنے اصطلاحی مفہوم یعنی صدقہ کرنے کے معانی میں کب مستعمل ہوا اس حوالے سے ڈاکٹر محمود الحسن عارف کی رائے یہ ہے کہ غالباً عہد فاروقی میں اس لفظ کی تعیین عمل میں آئی[(1)] اور شمس العلماء السرخسی کے حوالے سے اس کا اصطلاحی مفہوم بیان کرتے ہیں کہ کسی شے کو محفوظ کرنے اور کسی تیسرے فرد کی ملکیت میں جانے سے بچانے کے ہیں۔ (**حبس المملوک عن التملیک من الغیر**)[(2)] گویا اس کے فوائد و ثمرات نجی اور ذاتی دائرہ استعمال سے روک دیے جاتے ہیں اور مخصوص کردہ لوگوں کے لیے محدود ہو کر رہ جاتے ہیں۔ وقف کا مقصد رضائے الٰہی اور قربت خداوندی ہوتا ہے چنانچہ اس کے احکام بھی واضح اور نمایاں ہونے چاہیئں۔ جسٹس تنزیل الرحمٰن نے "مجموعۂ قوانین اسلام" میں اس کی تعریف کچھ اس طرح کی ہے: "کسی قیمتی شے کی ذات (Corpus of Property) کو خدا کی ملک میں مقید کر دینا اور اس کی منفعت کو دوسروں پر بہ اغراض مذہبی و خیراتی نیک نیتی کے ساتھ صدقہ کر دینے کا صاف اور صریح اظہار وقف کہلاتا ہے۔"[(3)]

وقف کی اقسام: وقف کی دو اقسام ہیں۔ (۱) وقف خیری (۲) وقف اہلی یا ذُرّی۔ وقف خیری تو وہی ہے جو عامتہ الناس کے

فائدے کے لیے وقف کی جائے مثلاً تعلیمی ادارے، مساجد، شفا خانے، پل، سرائے، ذخائرِ آب، خانقاہیں وغیرہ۔ دوسری قسم خاندان یا عزیز واقرباء کیلئے وقف کرنا ہے۔ مولوی محمد اسماعیل حنیفی نے اسے "وقف علی الاولاد" کے ضمن میں اس کی اہمیت یوں بیان کی ہے: "ہر قسم کا وقف کرنا کارِ ثواب ہے لیکن اپنی اولاد، خاندان اور عزیز و اقارب کیلئے وقف کرنا تمام دیگر اوقاف سے افضل تر اور زیادہ ثواب کا باعث ہے کیونکہ ہر ذی حیثیت مسلمان کا فرض ہے کہ وہ پہلے اُن لوگوں کی پرورش کا کفیل ہو جن کی پرورش اُس کے ذمہ ہے تاکہ وہ دوسروں کے سامنے ہاتھ پھیلانے کی ذلت سے بچے رہیں۔"[4]

جائیداد موقوفہ کی شرعی حیثیت:

وقف کی لغوی واصطلاحی تعریف اور اقسام کے بعد شریعت میں وقف کی اہمیت وافادیت کا جائزہ لیتے ہیں:

احادیث مبارکہ کی روشنی میں وقف:

اسلامی تاریخ میں وقف کا نظام آغاز اسلام سے شروع ہو گیا تھا اس کی مثالیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور مبارک ہی سے ملنی شروع ہو جاتی ہیں مثلاً حضرت عثمان غنیؓ کا بیئر رومہ خرید کر عامتہ الناس کے لیے وقف کر دینا۔[5]

بخاری شریف میں حدیث پاک ہے کہ حضرت انسؓ نے ایک گھر وقف کر دیا۔ جب آپ وہاں آتے تو اُسی گھر میں قیام کرتے اور حضرت زبیرؓ نے اپنے گھر وقف کر دیئے تھے اور اپنی طلاق یافتہ بیٹی سے کہا کہ وہاں رہے۔ اس کو نقصان نہ دے نہ تجھے نقصان دیا جائے گا اور خاوند والی کا اس میں حق نہ ہو تا تھا۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے حضرت عمرؓ کے گھر میں اپنی حاجت مند اولاد کو رہنے کا حق دیا۔ حضرت عمرؓ نے اپنی وقف کردہ جائیداد کے بارے میں فرمایا کہ اس جائیداد کے ولی کو اس میں سے کھانے کا حق حاصل ہے۔[6]

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم کا قائم کردہ وقف:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہ الکریم نے اپنے وقف میں یہ شرط رکھی تھی کہ اُن کے اکابر اولاد میں سے جو دین دار اور صاحب فضل ہو اُس کو دیا جائے۔[7]

سیدنا صدیق اکبرؓ کی جانب سے قائم کردہ وقف:

مکہ مکرمہ میں حضرت صدیق اکبرؓ کا ایک وسیع مکان تھا جس میں اُن کی اولاد اور نسل در نسل لوگ قیام کرتے رہے اور اُس کی وراثتی تقسیم نہیں کی گئی۔ یا تو اُس کو وقف علی الاولاد کر دیا گیا تھا اس لیے اُس کی وراثت تقسیم نہیں کی گئی یا ویسے ہی چھوڑ دیا گیا چونکہ حضرت صدیق اکبرؓ نے ویسے چھوڑا تھا اس لیے اُن کی اولاد نسل در نسل نے اُسے عام استعمال کے لیے رہنے دیا۔[8]

حضرت عمر فاروقؓ کا وقف:

حضرت عمرؓ نے ایک باغ حضور ﷺ کے حکم سے وقف کیا اور اس کے قواعد وضوابط بھی اسی وقت مقرر فرما دیئے تھے۔ چنانچہ اس ضمن میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے باغ ان شرائط کے ساتھ صدقہ کیا کہ نہ اسے بیچا جائے، نہ ہبہ کیا جائے اور نہ ہی اس سے وراثت چلے۔ اس سے حاصل ہونے والے فوائد و ثمرات کو مسکینوں، محتاجوں، رشتہ داروں اور غلاموں کو آزاد کرانے اور اشاعت اسلام کے لیے استعمال میں لایا جائے اور اگر کوئی متولی یا نگران رکھا جائے تو اُسے بھی اس میں سے کچھ لینے یا کاروبار کرنے کی اجازت نہیں البتہ دستور کے مطابق اس میں سے خود کھائے یا اپنے کسی مہمان یا محتاج کو کھلائے تو یہ اس کے لیے جائز ہے۔[9]

حضرت عمرؓ نے اس معاملے میں اپنی صاحبزادی اُم المومنین حضرت حفصہؓ کو اُس کے معاملے میں ناظمہ بنانے کی وصیت فرمائی اور اُن کے بعد آلِ عمر میں سے کسی کو ولی بنانے کی وصیت فرمائی۔[10]

اقوال ائمہ کی روشنی میں وقف کے شرعی احکامات:

فقہائے کرام نے جہاں وقف کی تعریف کی ہے وہاں واقف، موقوف کے بھی احکامات بیان فرمائے ہیں۔ درج ذیل میں اُن احکامات کو بیان کیا جاتا ہے۔

واقف کی شرط کا حکم: ائمہ فرماتے ہیں وقف میں شرطِ واقف کی اتباع کرنا لازم ہے۔ مزید فرماتے ہیں واقف کی شرط پر عمل

شارع کی نص پر عمل کی طرح ضروری ہے۔ یعنی جس طرح نص شارع پر عمل کرنا ضروری ہے اسی طرح واقف کی شرط پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔[11] اگر واقف نے یہ شرط کر دی کہ اکثر موقوف کا حصہ سجادہ نشینوں، متولیوں کے مصرف میں آئے تو اُن کا ایسا کرنا بجا ہے۔ اور اُن پر کچھ الزام نہیں۔ واقف نے ایک شخص کو متولی کیا اور یہ شرط کر دی کہ اگرچہ قاضی اُسے معزول کر دے مگر جو وظیفہ میں نے اُس کے لیے مقرر کیا ہے معزولی کے بعد بھی اُسے دیا جائے۔ یا اُس کے بعد اُس کی اولاد کیلئے نسلاً بعد نسل جاری رہے یہ شرط صحیح ہے اور اسی کے موافق عمل ہو گا۔[12]

متولی مقرر کرنا: متولی کا مقرر کرنا سب سے پہلا واقف کا حق ہے۔ پھر اُس کے وصی کا پھر قاضی کا۔[13]

متولی سے مراد وہ شخص ہے جو فقط وقف کا نگران اور اُس کا منتظم ہو۔ ایسے متولی کا "بانی وقف" کی دیگر جائیداد سے کوئی واسطہ نہیں ہوتا۔ جبکہ وصی کا تعلق محض موقوفہ اراضی اور اور اس کے علاوہ دیگر مملوکہ جائیداد تک وسیع ہوتا ہے۔[14]

متولی بننے کی شرائط:

1۔ وقف پر وہی متولی کیا جائے جو امین ہو اور بذات خود یا اپنے نائب سے اس کے سرانجام دینے پر قادر ہو۔ خواہ مرد ہو یا عورت اور دوسری جگہ مذکور ہے وقف ہونے کی صحت کے واسطے یہ شرط ہے کہ وہ عاقل ہو اور بالغ ہو۔[15]

2۔ جو شخص اوقاف کا متولی بننے کی درخواست کرے ایسے کو متولی نہیں بنانا چاہیے اور متولی ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جو امانت دار ہو اور وقف کے کام کرنے پر قادر ہو۔ خواہ خود ہی کام کرے یا اپنے نائب سے کرائے۔ اور متولی ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط ہے۔[16]

3۔ سب سے بہتر کو قاضی نے متولی کر دیا اُس کے بعد دوسرا اُس سے بھی بہتر ہو تو اب یہ متولی ہو گا۔ اور اگر اُس کی اولادیں نیکی میں یکساں ہیں تو وقف کا کام جو سب سے اچھا کر سکے اُس کو متولی کیا جائے۔ اور اگر ایک زیادہ پرہیز گار ہے دوسرا کم مگر یہ دوسرا اوقف کے کام کو پہلے کی بہ نسبت زیادہ جانتا ہو تو اُسی کو متولی کیا جائے جبکہ اُس کی طرف سے خیانت کا اندیشہ نہ ہو۔[17]

تملیک کا حق:

امام ابو حنیفہؒ اور ائمہ مالکیہ کا خیال یہ ہے کہ وقف شدہ شے کی ملکیت بدستور سابق مالک ہی کے پاس رہتی ہے۔[18]

حنابلہ کے نزدیک اس کی ملکیت اُس کے سابق مالک سے موقوف علیہم (جن لوگوں کیلئے وقف کیا گیا ہو) کی جانب منتقل ہو جاتی ہے۔[19]

واقف کا خود متولی بننا: واقف کا خود متولی بننا یا اولاد کو بنانا بالاجماع جائز ہے۔

اولاد کو متولی بنانا: اولاد کو متولی بنایا جا سکتا ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے اپنے وقف میں یہ شرط رکھی تھی کہ اُن کے اکابر اولاد میں سے جو دین دار اور صاحب فضل ہوں اُس کو دیا جائے۔[20] اسی طرح فتاویٰ شامی میں بھی یہ ہے کہ: اگر واقف نے یہ شرط کی کہ وقف کا متولی میری اولاد میں سے اُس کو کیا جائے جو سب میں ہوشیار، نیکوکار ہو تو اس شرط کا لحاظ رکھتے ہوئے متولی مقرر کیا جائے۔ اسکے خلاف متولی کرنا صحیح نہیں۔[21] واقف نے وصیت کی کہ میرے بعد میرا لڑکا متولی ہو گا اور واقف کے مرنے کے وقت لڑکا نابالغ ہے تو جب تک نابالغ ہے دوسرے شخص کو متولی کیا جائے اور بالغ ہونے پر لڑکے کو تولیت دی جائے گی اور اگر اپنی تمام اولاد کے لیے تولیت کی وصیت کی ہے اور ان میں کوئی نابالغ بھی ہے تو نابالغ کے قائم مقام بالغین میں سے کسی کو یا کسی دوسرے شخص کو قاضی مقرر کر دے۔[22]

واقف نے اپنی اولاد کے لیے ولایت شرط کی تو قاضی اُس کے خلاف دوسرے کو متولی نہیں بنا سکتا:

اگر وقف کنندہ نے یہ شرط لگائی کہ متولی میری اولاد یا اولاد کی اولاد میں سے ہو گا تو قاضی کو اختیار نہیں ہو گا کہ بلا ظہورِ خیانت کسی دوسرے کو متولی بنا دے اگر واقف کی اولاد کے علاوہ کسی کو متولی نامزد کر دیا تو وہ دوسرا شخص متولی نہیں ہو گا۔[23]

جن صورتوں میں قاضی واقف کو معزول نہیں کر سکتا:

واقف نے جس کو متولی کیا ہے وہ جب تک خیانت نہ کرے قاضی معزول نہیں کر سکتا۔ اور بلاوجہ معزول کر کے قاضی نے

دوسرے کو اُس کی جگہ متولی کر دیا تو دوسرا متولی نہیں ہو گا۔ کہ وہ پہلا بدستور متولی ہے۔ اور قاضی نے متولی مقرر کیا ہو تو بغیر خیانت بھی اُسے معزول کیا جا سکتا ہے۔ قاضی نے متولی کو معزول کر دیا پھر قاضی کا انتقال ہو گیا یا قاضی کو معزول کر دیا گیا اُس کی جگہ پر دوسرا قاضی ہوا اب متولی اُس کے پاس درخواست کرتا ہے کہ مجھے بلاقصور جدا کر دیا گیا ہے تو دوسرا قاضی فقط اُس کے کہنے پر عمل کر کے متولی نہ کر دے بلکہ اُس سے کہہ دے کہ تم ثابت کر دو کہ اس کام کے اہل ہو اور کام کو اچھی طرح سے انجام دے سکتے ہو۔ اگر وہ ایسا ثابت کر دے تو دوسرا قاضی اُسے بھی متولی بنا سکتا ہے۔ واقف کو اختیار ہے متولی کو مطلقاً جدا کر سکتا ہے۔[24] وقف کے کسی جز کو بیع یا رہن کر دینا خیانت ہے۔ ایسے متولی کو معزول کر دیا جائے گا۔ مگر وہ خود اپنے آپ کو معزول نہیں کر سکتا۔ بلکہ واقف یا قاضی اُسے معزول کرے گا۔[25] قاضی وقف میں تصرف کا مالک نہیں ہو گا۔ جبکہ اُس کا متولی موجود ہو۔ اگرچہ متولی اُسی قاضی کا مقرر کردہ ہو۔[26] وقف میں متولی کی ولایت کے خلاف سلطان کی ولایت موثر نہ ہو گی۔[27] اوقاف میں نیا وظیفہ مقرر کرنے کا قاضی کو بھی اختیار نہیں۔ یعنی ایسا وظیفہ جو واقف کے شرائط میں نہیں ہے تو شرائط کے خلاف مقرر کرنا بدرجہ اولیٰ ناجائز ہو گا اور جس کے لیے مقرر کیا گیا اُس کو لینا بھی ناجائز ہے۔[28]

بغیر کسی شرعی وجہ کے واقف یا وصی کے مقرر کردہ متولی کو معزول نہیں کیا جا سکتا:

وقف کنندہ یا اُس کے وصی نے کسی ایسے لائق شخص کو متولی مقرر کیا جس میں تولیت وقف کی تمام شرائط موجود ہیں اور بعد میں بھی اس کے اندر خیانت اور ظاہر فسق کا ظہور نہ پایا گیا تو بلا وجہ ایسے متولی کو قاضی یا کوئی شخص معزول نہیں کر سکتا۔ فتاوی شامی میں ہے کہ: قاضی کے لیے جائز نہیں کہ وہ متولی کو صرف مستحقین کی شکایت پر معزول کرے۔ یہاں تک اس پر خیانت ثابت نہ کریں۔ اسی طرح وصی کو معزول کرنا بغیر ثبوت کے خیانت جائز نہیں۔[29]

متولی واقف کا نائب ہوتا ہے: متولی واقف کا نائب ہوتا ہے اور واقف ہی اپنی طرف سے متولی مقرر کرتا ہے۔ اور نائب کا قبضہ بھی اصل مالک کا قبضہ ہوتا ہے۔ یعنی مال وقف کو متولی کے قبضہ میں دینے سے بھی وہ مال اصل مالک کے قبضہ میں رہتا ہے اگر نائب یعنی متولی کے قبضہ سے وقف صحیح ہوتا ہے تو اصل مالک کے قبضہ سے کیوں صحیح نہیں ہوتا۔[30]

متولی وقف کے اختیارات: متولی وقف اپنی ضروریات کے لیے حسب ضرورت وقف آمدنی میں سے خرچہ لے سکتا ہے اگر وہ وقف کنندہ نے متولی وقف کے لیے خرچہ لینا طے کیا ہو جیسے حضرت عمرؓ نے کیا تھا یا نہ کیا ہو جیسے حضرت علیؓ نے کیا تھا دونوں صورتوں میں متولی اپنی ضرورت کے مطابق خرچہ لے سکتا ہے۔[31]

متولی وقف کے احکامات:

1۔ جب تک واقف کے اقارب میں سے کوئی متولی وقف بننے کی اہلیت رکھتا ہے بیگانوں میں سے کسی کو متولی نہ بنایا جائے کیونکہ واقف کا قریبی رشتہ دار وقف کا زیادہ خیال رکھنے والا ہو گا۔ اس لیے کہ اُس کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وقف اُس کے خاندان کی طرف منسوب رہے۔[32]

2۔ اگر متولی نے ارادہ کیا کہ کسی اور شخص کو اپنی حیات میں اپنا قائم مقام کرے اگر اُس کے لیے تفویض عام ہے تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔[33]

3۔ متولی وقف کے کام کے لیے ملازم رکھ سکتا ہے اور اُن کی تنخواہ دے سکتا ہے اور اُن کو موقوف کر کے اُن کی جگہ دوسرا رکھ سکتا ہے۔[34]

4۔ متولی غیر معتمد علیہ ہو، یا نالائق ہو، یا اُس کا فسق ظاہر ہو چکا ہو تو اُس کو معزول کرنا ضروری ہے۔ اگرچہ معزول نہ کرنے کی شرط ہو، یا یہ کہ قاضی اور سلطان بھی نہ معزول کرے گا تو شرع کے مخالف ہونے کی وجہ سے یہ شرط باطل ہے جیسا کہ وصی کے متعلق حکم ہے۔[35]

5۔ متولی واقف کو ایسی صورت میں ضرور تبدیل کا اختیار ہوتا ہے اگرچہ وقت، وقف یا وقف نامہ میں بدلنے کی کوئی شرط نہ کی ہو۔[36]

موقوفہ اشیاء کے احکام:

1۔ فقہا کہتے ہیں اگر متولی نے اپنی اولاد یا اپنے باپ دادا کے ہاتھ وقف کی کوئی چیز بیچ کی یا ان کو نوکر رکھا، یا اجرت پر اُن سے کام کرایا یہ سب ناجائز ہے۔[37]

2۔ متولی کو اختیار ہے کہ زمین وقف کو آباد کرنے کے لیے گاؤں آباد کرائے، رعایا بسائے اس لیے کہ جب تک مزارعین نہیں ہوں گے زمین نہیں اٹھے گی اور آمدنی نہیں ہو گی۔ لہٰذا اگر ضرورت ہو تو گاؤں آباد کر سکتا ہے۔ یوں ہی اگر وقف کی زمین شہر سے متصل ہو، اور دیکھتا ہے کہ مکانات بنانے میں آمدنی زیادہ ہو گی اور کھیت رکھنے میں آمدنی کم ہے تو مکانات بنا کر کرایہ پر دے سکتا ہے۔ اگر مکانات میں بھی اُتنا ہی نفع ہو جتنا کھیت رکھنے میں تو مکان بنوانے کی اجازت نہیں۔[38]

3۔ شور زمین کو درست کرانے کے لئے متولی وقف کا روپیہ خرچ کر سکتا ہے۔ مسافر خانہ کی کوئی آمدنی نہیں ہے۔ اور اس میں ملازم رکھنے کی ضرورت ہے تاکہ صفائی رکھے اور اُس کے کمروں کو کھولے بند کرے تو اُس کے کسی حصہ کو کرایہ پر دے کر اُس کی آمدنی سے ملازم کی تنخواہ دے سکتا ہے۔[39]

4۔ فتاوی خیریہ میں ہے کہ اگر وقف کے لیے کوئی تحریر دفتر قضاۃ یعنی قاضی کے رجسٹر میں ہے جس کو ہمارے عرف میں سجل کہا جاتا ہے تو متولیان وقف میں اختلاف کی صورت میں استحساناً اس تحریر کے مندرجات کی اتباع کی جائے گی ورنہ دیکھا جائے گا کہ زمانہ سابقہ سے اس وقف کا حال معہود و معروف کیا چلا آرہا ہے یعنی متولیان سابق کیسے کرتے تھے اگر یہ بھی معلوم نہ ہو سکے تو پھر ہم اس قیاس شرعی کی طرف رجوع کریں گے کہ جس نے برہان سے حق ثابت کر دیا اُس کے لیے اس حق کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔[40]

محکمہ اوقاف کے حوالے سے درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیں:

بحر الرائق میں تحریر ہے کہ نگران حضرات سے حساب یہ صرف اس لیے مشروع ہے کہ قاضی کو معلوم ہو سکے کہ کون خائن ہے یا امین ہے، اس لیے نہیں کہ قاضی اور اس کے عملہ کے لیے نگرانوں سے کچھ وصولی کی جائے جبکہ قاہرہ میں اس وقت دوسری صورت مروج ہے اور اس سلسلہ میں ہم نے اوقاف میں بہت سے فسادات کا مشاہدہ کیا ہے جہاں پر محاسبہ کے اخراجات کو اوقاف کی عمارت اور اس کے مستحقین پر تقدم حاصل ہوتا ہے جبکہ یہ تمام امور علامات قیامت سے ہیں۔[41]

پھر زمانے کے حالات صدہا سال دگرگوں ہو رہے ہیں۔ دیانت امانت اور روپے کے معاملے میں حرام و حلال کی پروا نادر رہ گئی ہے۔ ابھی اسی عبارت بحر الرائق میں سن چکے کہ وہ اپنے زمانہ میں جسے چار سو برس ہونے آئے قاہرہ کے اوقاف کا کیا حال بتاتے ہیں کہ اہلکاروں کے حساب فہمیوں ہی نے وقف کے وقف تباہ کر دیئے ابھی تو متولی تنہا ہے اور اسے حساب کا خوف لگا ہے اور ہر مسلمان کو اس کی شکایت کا حق پہنچتا ہے اور تغلب کرے تو اس کے ہاتھ میں اپنی برأت کی کوئی دستاویز نہیں، اور جب اوقاف رجسٹرڈ کرائے گئے اور حساب فہمی پر اہلکار مقرر ہوئے اور حساب رجسٹروں پر چڑھائے گئے متولیوں کو شکایت و مطالبہ سے تو اطمینان ہو گیا کہ ان کا جمع خرچ پاس ہو گیا مگر ان میں جو خائن ہیں ان کا خیانت سے باز آنا معلوم، بلکہ وہ اپنی اغراض و مقاصد کے لیے حساب فہموں کو بھی راضی کرنا چاہیں گے اور انہیں بہت ایسے مل بھی سکیں گے اس وقت وقف میں ایک کی جگہ دس حصے ہونے کا اندیشہ ہے اور کا صاف وہی نتیجہ ہے جو بحر میں فرمایا کہ (ہم نے قاہرہ میں اوقاف کا کثیر فساد دیکھا ہے) اور ان کا وہ اعتراض تو ضرور لازم ہے کہ وہ خلاف شرع فیسیں قاہرہ میں خواہی نخواہی لی گئیں، وقف کی عمارت اور اس کے مستحقوں کا حق پورا ہو یا نہ ہو۔

الغرض احکامات وقف میں سب سے زیادہ متولی کے اوصاف پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے کہ وہ پرہیز گار ہو، امانت دار ہو، صالح ہو، لائق ہو، اور اُس کے انتظام و انصرام کا اہل ہو۔ جبکہ املاک موقوفہ کو فاسق، نااہل اور خائن لوگوں کے سپرد کرنے سے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ اگر کسی ادارے میں امانت دار، متقی، صالح اور اہل لوگ نہیں ہیں تو وہ شریعت کی رو سے کیسے جائیداد

موقوفہ کو اپنے تصرف میں لے سکتا ہے۔ متولی بھی وقف میں سے اپنے لیے مال جمع نہیں کر سکتا اور صرف قوانینِ وقف کا نگران ہوگا۔ علاوہ ازیں جب مختلف اراضی اور دیگر اشیاء اسلامی فتوحات کے نتیجے میں قبضہ میں آتیں تو بیت المال کا حصہ بننے کے ساتھ ساتھ عامۃ الناس کے فوائد کے لیے ان کا استعمال کیا گیا۔ رفتہ رفتہ صاحبِ ثروت افراد نے مختلف ادوار میں انفرادی یا اجتماعی سطح پر مختلف اشیاء یا اراضی اللہ کی خاطر لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے وقف کیں مثلاً مساجد، مدارس، قبرستان، پانی کے ذخائر و ذرائع اور سرائے وغیرہ۔ وقف و اوقاف کے ضمن میں علمائے کرام اور فقہائے کرام نے خاصی بحثیں کی ہیں لیکن ان ابحاث کی تفصیل میں جائے بغیر یہاں پر مختصراً وقف اور اوقاف کے بنیادی نکات کو احاطہ تحریر میں لایا جا رہا ہے۔

وقف قوانین: سب سے پہلے برصغیر پاک و ہند میں وقف کی دیکھ بھال کے لیے انگریزوں نے "بنگال کوڈ ۱۸۱۰ء" کے تحت بورڈ آف ریونیو قائم کیا جس نے پچاس سال تک ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں کی دیکھ بھال، آمدن اور اخراجات کی دیکھ ریکھ وغیرہ کی۔ اس کے بعد جب پوری طرح سے برصغیر انگریزوں کے قبضے میں آگیا تو پھر انہوں نے وقف سے متعلقہ آمدن کے تمام ذرائع کی طرف خصوصی توجہ کی "Religious Endowment Act 1863" قائم کیا جس کے تحت ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی عبادت گاہوں اور مزارات کی دیکھ بھال تھی۔ چنانچہ ان اوقاف سے ہونے والی آمدن عوامی فلاح و بہبود کی عمارات، پل، سرائے اور دیگر انواع کی تعمیرات کی دیکھ بھال پر خرچ ہونے لگی۔ حکومت برطانیہ کو ہمیشہ اوقاف کی آمدن میں بددیانتی کا یقین رہا چنانچہ کئی بار انتظامیہ میں ردوبدل کی۔ وقف کی آمدن کا باقاعدہ حساب کتاب رکھا گیا اور سال میں کم از کم ایک مرتبہ آمدن کے گوشواروں کو چیک کرنے کا حکم دیا۔ پھر قائد اعظمؒ کی مساعی سے "The Musalman Waqf Validating Act 1913" کی تشکیل ہوئی جس کی مزید اصلاحاتی صورت "مسلمان وقف ایکٹ 1923ء" کی صورت میں سامنے آئی اور اس میں بھی مالی بے ضابطگیوں کو ختم کرنے کے لیے اصلاحات کی گئیں۔ اس سلسلہ میں ایک وقف پر ایک متولی مقرر کیا گیا جس کے ذمہ اس موقوف شے کی دیکھ بھال اور آمدن کے گوشواروں کا باقاعدہ ریکارڈ تیار کرنا ہوتا اور ہر چھ مہینے کے بعد متولی آمدن و اخراجات کی تفصیل عدالت میں پیش کرتا۔ ان گوشواروں کی باقاعدہ کسی ماہر اور پیشہ وار کمپنیوں سے پڑتال کروائی جاتی اور اس کے اخراجات بھی وقف ہی کے اخراجات سے ہوتے۔ چنانچہ اگر کسی قسم کی بے ضابطگی کا احتمال ہوتا تو متولیان کو باقاعدہ جرمانے اور سزائیں دی جاتیں۔[42] انگریز حکومت کو چونکہ یقین تھا کہ آمدن میں بددیانتی سے کام لیا جاتا ہے اس لیے قائم کردہ اوقاف کے ان اداروں میں وقتاً فوقتاً بہت سی اصلاحات کی گئیں جن کے تحت آمدن میں خرد برد میں خاصی کمی ہوئی۔ پھر قیامِ پاکستان کے بعد بھی وقف کی آمدن میں بے ضابطگیوں کو ختم کرنے اور وقف اور نذرانہ جات کے حساب کتاب میں فراڈ کو روکنے کے لیے حکومتِ پاکستان نے Charitable Funds Regulation of Collection Act 1953 کراچی میں نافذ کیا جو 1967ء میں تجدید کے بعد ملک بھر میں رائج ہو گیا۔ 1959ء میں صدرِ پاکستان محمد ایوب نے آمدن میں مالی بے ضابطگیوں کو پھر سے محسوس کرتے ہوئے باقاعدہ محکمہ اوقاف تشکیل دیا اور چھوٹے بڑے تقریباً تمام مزارات اس کے زیر انتظام کر دیئے۔ چنانچہ وقف ڈیپارٹمنٹ نے آمدن کا باقاعدہ حساب کتاب رکھنا شروع کیا اور پھر اس کے مطمع نظر ہمیشہ سے یہی بات رہی کہ کسی نہ کسی طرح سے سالانہ آمدن کو بڑھایا جائے لیکن یہ تجربہ کامیاب نہیں ہوا۔

1960ء میں خانقاہ سید علی ہجویریؒ (داتا دربار) کو محکمہ اوقاف کے انتظامی کنٹرول میں لیا جس کی آمدنی محکمہ اوقاف کے اکاؤنٹ میں جا رہی ہے۔ اس سے پہلے دربار سے حاصل ہونے والی آمدن مجاورین وصول کرتے تھے۔ یہ مجاور حضرت علی ہجویریؒ کے اوّلین مجاور شیخ ہندی کی اولاد میں سے تھے جو پہلے رائے راجو کے نام سے پنجاب کا نائب حاکم تھا، مسلمان ہو کر مرید ہو گیا۔ ان کے ہاں بارہ پشتوں تک ایک ہی بیٹا پیدا ہوتا رہا۔ تب تک آمدن کی تقسیم کا کوئی مسئلہ نہ پیدا ہوا۔ یہ دستور کئی صدیوں تک مجاورین کے درمیان قدیمی روایت کے طور پر جاری رہا۔ 1960ء میں محکمہ اوقاف نے درگاہ علی ہجویریؒ کو اپنے انتظامی کنٹرول میں لیا۔ "وقف پراپرٹی آرڈیننس 1961ء" کے تحت خانقاہ، مسجد، تکیہ، مزارات، درگاہ وغیرہ کے نام کی گئی جائیدادیں وقف کی ذیل میں آجائیں گی، مزید وضاحت کی گئی کہ واقف کی زندگی میں اگر وہ چاہے تو چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف وقف جائیداد کا انتظام نہیں سنبھال سکتا ہے جب تک

وہ وصال نہ کر جائے۔ ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے دورِ اقتدار میں "اوقاف فیڈرل کنٹرول ایکٹ 1976ء" کے تحت وفاقی حکومت کی سرپرستی میں دے دیا۔ اس سے بھی خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی تو محکمہ اوقاف "اوقاف فیڈرل کنٹرول ایکٹ 1979ء" کے ضمن میں صوبائی حکومتوں کی تحویل میں آگیا۔ آج کل یہ ادارہ ملک کے چونتیس اداروں میں سے ایک انتہائی اہم ادارے کی حیثیت حاصل کر چکا ہے۔[43] جو ملک کو اربوں روپوں کے فنڈز مہیا کرتا ہے جسے حکومت مختلف فلاحی و تعمیراتی کاموں سمیت اوقاف کے ملازمین کی تنخواہوں اور پینشنوں کی صورت میں خرچ کرتی ہے۔

محکمہ اوقاف صوبہ پنجاب کے تازہ اعداد و شمار کے مطابق کل آمدنی کا 98.5 فیصد انتظامی اخراجات اور 1.5 فیصد زائرین کے لیے بچتا ہے۔ ابھی حال ہی میں "وقف املاک (ترمیمی) ایکٹ 2021ء" کے تحت ایک بل منظور کیا گیا ہے جس کا لب لباب یہ ہے کہ فلاح و بہبود اور خدمت کرنے والے تمام مزارات اور مساجد یا فلاحی کام کے لیے مختص املاک محکمہ اوقاف کے پاس رجسٹر کروانے کے پابند ہونگے اور محکمہ اس کا نوٹیفکیشن جاری کرے گا اور قبضہ میں لے گا۔ ایسی خانقاہوں، مساجد، املاک پر اپنا مینیجر بٹھائے گا اور آمدن اپنے اکاونٹ میں لے لے گا۔ اس ایکٹ کی کسی شکل کی خلاف ورزی کرنے والے کو پانچ سال تک سزا اور اڑھائی کروڑ جرمانہ یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

طریقہِ تحقیق: محقق نے محکمہ اوقاف اور مسند نشینوں کے زیر انتظام خانقاہوں میں تعمیرِ سیرت کے پروگراموں کا تقابلی جائزہ لینے کے لیے 16 خانقاہوں کا انتخاب کیا جن کی تفصیل درج ذیل ہے: موضوع تحقیق پر سروے کے لئے منتخب 16 خانقاہوں کی فہرست۔ تحقیقی سروے میں صوبائی محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر انتظام 6 خانقاہوں اور صوبائی محکمہ اوقاف سندھ کے زیر انتظام 2 خانقاہیں شامل ہیں جبکہ مسند نشینوں کے زیر انتظام آٹھ خانقاہوں میں سے تین خانقاہیں صوبہ پنجاب سے، دو خانقاہیں صوبہ بلوچستان سے، ایک خانقاہ صوبہ سندھ سے ایک خانقاہ خیبر پختونخواہ سے، ایک خانقاہ آزاد کشمیر سے تحقیقی سروے میں شامل ہیں۔ یہ فہرست ذیل میں دی گئی ہے:

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام خانقاہیں

1۔	حضرت سید عبد اللہ شاہ غازیؒ، کلفٹن کراچی (720ء تا 773ء)	اہل بیت	سندھ
2۔	حضرت سید نا علی بن عثمان الہجویریؒ (داتا دربار) لاہور (1009ء تا 1072ء)	سلسلہ جنیدیہ	پنجاب
3۔	حضرت سید عثمان مروندی (المعروف لعل شہباز قلندرؒ) سہون شریف (1177ء تا 1274ء)	سلسلہ سہروردیہ	سندھ
4۔	حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکرؒ پاکپتن شریف (1180ء تا 1271ء)	سلسلہ چشتیہ	پنجاب
5۔	حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانیؒ، ملتان (1183ء تا 1263ء)	سلسلہ سہروردیہ	پنجاب
6۔	حضرت میر محمد المعروف میاں میرؒ لاہور (1550ء تا 1638ء)	سلسلہ قادریہ	پنجاب
7۔	حضرت پیر سید جماعت علی شاہ لاثانیؒ، علی پور سیداں، نارووال (1860ء تا 1939ء)	سلسلہ نقشبندیہ	پنجاب
8۔	حضرت میاں شیر محمدؒ، شرقپور شریف ضلع شیخوپورہ (1865ء تا 1928ء)	سلسلہ نقشبندیہ	پنجاب

مسند نشینوں کے زیر انتظام خانقاہیں

1۔	حضرت شاہ قبول اولیاؒ، ڈبگری، پشاور (1689ء تا 1769ء)	سلسلہ چشتیہ	خیبر پختونخواہ
2۔	خانقاہ محمودیہ سلیمانیہ چشتیہ، تونسہ شریف، ضلع ڈیرہ غازی خاں (1769ء تا 1850ء)	سلسلہ چشتیہ	پنجاب
3۔	حضرت محمد صدیق القادریؒ، بھرچونڈی شریف، ڈہرکی، ضلع گھوٹکی (1819ء تا 1929ء)	سلسلہ قادریہ	سندھ
4۔	خانقاہ قاسمیہ نقشبندیہ، موہڑہ شریف مری، ضلع راولپنڈی (1845ء تا 1943ء)	سلسلہ نقشبندیہ	پنجاب
5۔	حضرت سید امیر محمد شاہ المعروف بابا امیر جانؒ، کوئٹہ (1880ء تا 1980ء)	سلسلہ چشتیہ	بلوچستان
6۔	حضرت سید قلندر علی گیلانی سہروردیؒ، ہنجروال، لاہور (1895ء تا 1958ء)	سلسلہ سہروردیہ	پنجاب

7۔ خواجہ غلام محی الدین غزنویؒ، نیریاں شریف، تراڑ کھل، ضلع سدھنوتی (1902ء تا 1975ء) سلسلہ نقشبندیہ آزاد کشمیر

8۔ حضرت پیر بولان مہران فیض سلطانؒ اوستہ محمد، جعفر آباد، (1910ء تا1973ء) سلسلہ قادریہ بلوچستان

تحقیقی مقصد کے لیے ہر دو اداروں کے زیر انتظام خانقاہوں کے مختلف پہلوؤں سے تقابلی جائزہ لیا ہے۔ اس تحقیقی مقصد کے حصول کے لیے مخلوط طریقہ تحقیق سے استفادہ لیا گیا۔ اس مقصد کے لیے تحقیقی طریق کار کچھ اس طرح عمل میں لایا گیا ہے کہ موضوعِ تحقیق کو مدنظر رکھتے ہوئے پاکستان کی 16 مختلف خانقاہوں کو طے شدہ معیار کے مطابق سروے کے لیے منتخب کیا گیا۔ ان میں تابعین میں سے ایک بزرگ کی خانقاہ، جنیدیہ سلسلے سے سیّدنا علی بن عثمان الھجویری اور 4 بڑے سلاسل کی معروف 14 خانقاہیں شامل ہیں۔ مندرجہ بالا تحقیقی سوالات کو بھی مفصل انداز میں بیان کیا گیا ہے جن کے تحت ان 16 خانقاہوں میں سے محکمہ اوقاف کے زیر انتظام آٹھ خانقاہوں کے مینجرز اوقاف اور مسند نشینوں کے ذاتی تصرف میں آنے والی آٹھ خانقاہوں کے مسند نشینوں کا سوالنامہ کے تحت انٹرویو کیا گیا۔

اس کے ساتھ ہی ان 16 خانقاہوں پر حاضر ہونے والے اور خانقاہ کے قرب وجوار میں رہائش پذیر افراد سے رابطہ کیا گیا اور سروے کے وقت جو زائرین موجود تھے اُن کو بھی سروے میں شامل کیا گیا ہے۔ ہر خانقاہ سے 50 افراد سے Random basis پر 16 خانقاہوں سے 800 افراد کو مل کر سوالنامہ فراہم کر کے اُن کی تحریری آراء حاصل کی گئی ہیں جس سے تعمیر سیرت کے مختلف پہلوؤں پر کردار سازی کے لیے اُن کی رائے اور تعمیر سیرت کے حصول کے لیے ممکنہ موثر ذرائع کی نشاندہی ہوئی ہے۔ جسے بعد میں شماریات کے مروجہ بنیادی اصولوں کے مطابق Analysis کرتے ہوئے سروے میں شامل افراد کی آراء کا مکمل تجزیہ کیا گیا ہے جس سے دور حاضر میں تعمیر سیرت میں خانقاہ کے کردار کا جائزہ لیا گیا ہے اور خانقاہوں سے منسلک افراد کی آراء حاصل کی گئی ہیں جس سے تعمیر سیرت کے لیے موئثر ذرائع سامنے رکھتے ہوئے سفارشات کا تعین کیا گیا ہے۔

محکمہ اوقاف اور مسند نشینوں کے زیر انتظام خانقاہوں کا تقابلی جائزہ

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام خانقاہیں اور تعمیرِ سیرت کے پروگرام

محقق نے محکمہ اوقاف کے زیر انتظام خانقاہوں میں تعمیرِ سیرت کے تحت کروائے جانے والے پروگراموں کی عددی تفصیل پیش کی ہے۔

خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے پروگرام بزبان محکمہ اوقاف

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام آٹھ خانقاہوں کے مینجر اوقاف سے سروے کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ محکمہ اوقاف کے خانقاہوں میں تعینات کیے گئے مساجد کے امام پانچ اوقات نماز کی امامت یا نماز جمعہ میں خطاب کے علاوہ کوئی باقاعدہ مصروفیات یا ذمہ داری نہیں نبھاتے، صوبائی ہیڈ کوارٹر لاہور، راولپنڈی، کراچی میں ملکی یا غیر ملکی مہمانوں کے دیگر متوقع دورہ جات پر درباروں پر حاضری کے پیش نظر محکمہ اوقاف کے تحت تعمیر سیرت کے پروگرام اور خدمات کا خلاصہ تحریری کی شکل میں یا زبانی بریفنگ میں بیان کرتے ہیں۔ سروے کے دوران مینجر اوقاف کے مطابق زائرین کی سہولت کے لیے تعلیمی اداروں میں اوسطاً درس نظامی، ہائی سکول، کالج، فنی تعلیم اور لائبریریاں ہیں۔

مختلف خانقاہوں پر دینی محافل روزانہ، ہفتہ میں 2 بار، پندرہ دن بعد، سالانہ شامل ہیں تعلیم و تلقین کی ان محافل میں ترجمہ قرآن مجید، تفسیر قرآن مجید، حقوق اللہ، حقوق العباد، اخلاقیات، معاشرتی زندگی، ازدواجی زندگی، بچوں کی تعلیم و تربیت، رزق حلال کے حصول کے بارے میں موضوعات شامل ہوتے ہیں۔

خطبات صرف مقامی اور اُردو زبان میں ہوتے ہیں دینی تقاریب میں، عروس، قرآن کانفرنس، میلاد شریف، واقعہ کربلا، گیارہویں شریف اور رمضان میں دنوں کے لحاظ سے تقاریب ہوتی ہیں لائبریریوں میں 15436 کتب موجود ہیں جن میں مقامی، فارسی، عربی انگریزی اور اردو زبان میں کتب ہیں۔ تحقیق کرنے والوں کے لیے لنگر، رہائش، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولیات کسی حد تک

مہیا کی جاتی ہیں خانقاہوں کی مساجد میں پانچ اوقات کی نماز ہوتی ہے، مساجد کے امام کی تعلیمی قابلیت حفظ سے لے کر ایم۔اے تک ہے۔

چند جگہوں پر امام مسجد کے لیے رہائش اور زائرین کے لیے لنگر اور طبی سہولیات ہیں۔ سکیورٹی گارڈ چند خانقاہوں پر ہیں مگر قانونی معاونت بہت کم ہے۔ تعمیر و توسیع کا کام بجٹ پر منحصر ہے۔

خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے پروگرام بزبان عوام الناس:

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام آٹھ خانقاہوں کے 400 زائرین سے سروے فارم کے تحت انٹرویو سے حاصل ہونے والی معلومات اور اعداد و شمار کے مطابق اکثریت کو منیجر اوقاف کے عقیدہ و ایمان اور کردار کے درست ہونے کا علم نہیں، خانقاہ سے متعلق لوگوں کی خوش مزاجی اور شائستگی کے بارے میں اکثریت کی رائے مثبت ہے۔ خانقاہ میں لوگوں کو برداشت کا درس دینے اور ملازمین کا خدمت خلق کا جذبہ رکھنے کے بارے میں نفی میں جواب دیا۔ خانقاہ میں صبر و تحمل کا درس، دیانتداری کے بارے میں منفی جواب دیا، خانقاہوں میں اصلاح احوال کے منصوبے حسن اخلاق کا درس کے بارے میں منفی جواب دیا۔ شریعت سے متصادم رسومات کے بارے میں اکثریت کا ''معلوم نہیں'' کا جواب تھا۔

خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے پروگرام مدبرین کی نظر میں:

اس سلسلے میں اعلیٰ تعلیم کے حامل دانشور، پروفیسر حضرات، ماہرین سے آراء حاصل کی گئی ہیں تاکہ محکمہ اوقاف اور مسند نشین کے زیر انتظام خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے لیے تربیتی پروگرام اور طریقہ کار کا موازنہ اور جائزہ ممکن ہو سکے۔ ان مختلف طبقہ فکر کے افراد کی اوقاف کے زیر انتظام خانقاہوں کے حوالے سے آراء کی روشنی میں مندرجہ ذیل تجزیہ رپورٹ بطور سمری پیش خدمت ہے:

1۔ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام خانقاہوں میں تعمیر سیرت اور حسن اخلاق، تزکیہ نفس اور دیگر کردار سازی کے تربیتی پروگرام نہیں چل رہے اور نہ ہی اس کا کوئی وجود ہے اور نہ تو کوئی پروگرام آنے والے زائرین کے لیے ہے اور نہ ہی ملحقہ آبادی کے لیے چل رہا ہے۔ تاہم ایسی خانقاہوں میں بعض اوقات تبلیغی جماعت کے لوگ نماز فجر یا عصر کے بعد احادیث سنانے یا دین کی باتیں بتانے کے لیے آئے ہیں۔

2۔ دراصل اوقاف محکمہ کے افراد سرکاری ملازم ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کی درگاہ سے وابستگی صرف ڈیوٹی کی حد تک ہوتی ہے۔ جس میں مختلف انتظام و انصرام کا کام شامل ہوتا ہے۔ لہٰذا وہ تعمیر سیرت جیسے مشنری پروگرام سے نہ ہی وابستگی رکھتے تھے اور نہ ہی دلچسپی۔ زیادہ تر ملازمین خانقاہی مسلک سے وابستہ نہیں ہوتے۔ لہٰذا زائرین یا ملحقہ آبادی کے لوگوں کے لیے کوئی جامع پروگرام نہیں ہے۔

3۔ سرکاری تقریبات اور سیاسی افراد کی آمد پر محکمہ اوقاف کا عملہ بھرپور کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے، مگر یہ صرف نمود و نمائش کی حد تک ہوتا ہے۔ عملاً طور پر نہ تو کوئی تربیتی پروگرام چل رہا ہے اور نہ ہی اس بارے میں کوئی جامع منصوبہ بندی کی گئی ہے۔

مسند نشین کے زیرِ انتظام خانقاہیں اور تعمیرِ سیرت کے پروگرام:

ذیل میں دیئے گئے وہ اعداد و شمار ہیں جن کو محقق نے مختلف مسند نشینوں کے زیر اہتمام تعمیرِ سیرت کے حوالے سے ترتیب دیئے گئے پروگراموں کے سلسلے میں ترتیب دیا ہے۔

خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے پروگرام بزبان مسند نشین:

مسند نشین کے زیر انتظام آٹھ خانقاہوں کے مسند نشینوں سے سروے کے دوران یہ بات سامنے آئی ہے کہ محکمہ اوقاف کے خانقاہوں میں تعینات کئے گئے، مساجد کے امام نماز پانچ وقت کی امامت اور نماز جمعہ میں خطاب کے علاوہ بھی بعض خانقاہوں پر نماز فجر کے بعد احادیث کا بیان کیا جاتا ہے۔ سروے کے دوران مسند نشین کے مطابق زائرین کی سہولت کے لیے تعلیمی اداروں میں اوسطاً درس نظامی، ہائی سکول، کالج، فنی تعلیم اور لائبریریاں موجود ہیں۔

مختلف خانقاہوں پر دینی محافل روزانہ، ہفتہ میں 2 بار، پندرہ دن بعد، ششماہی اور سالانہ شامل ہیں تعلیم و تلقین کی ان محافل میں ترجمہ

قرآن مجید، تفسیر قرآن مجید، حقوق اللہ، حقوق العباد، اخلاقیات، معاشرتی زندگی، ازدواجی زندگی، بچوں کی تعلیم و تربیت، رزق حلال کے حصول کے بارے میں موضوعات شامل ہوتے ہیں۔ خطابات جز و مقامی اور اُردو زبان میں ہوتے ہیں دینی تقاریب میں، عروس، قرآن کانفرنس، میلاد شریف، واقعہ کربلا، گیارہویں شریف اور رمضان المبارک میں دنوں کے لحاظ سے تقاریب منعقد ہوتی ہیں لائبریریاں میں 29003 کتب موجود ہیں جن میں مقامی، فارسی، عربی، انگریزی اور اُردو زبان میں کتب ہیں۔ تحقیق کرنے والوں کے لیے لنگر، رہائش، کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کی سہولیات کافی حد تک مہیا کی جاتی ہیں خانقاہوں کی مساجد میں پانچ اوقات کی نماز باقاعدگی سے ادا ہوتی ہے، مساجد کے امام کی تعلیمی قابلیت حفظ سے لے کر ایم اے تک ہے۔

زیادہ تر خانقاہوں میں امام مسجد کے لیے رہائش اور زائرین کے لیے لنگر اور طبی سہولیات میسر ہیں۔ بہت سی خانقاہوں پر سکیورٹی کے لیے گارڈز ذاتی وسائل سے موجود ہیں اور قانونی معاونت بھی کی جاتی ہے۔ خانقاہ کی تعمیر و توسیع کے ساتھ ساتھ سکول اور یونیورسٹی کی تعمیر و توسیع بھی جاری رہتی ہے۔

خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے پروگرام بزبان عوام الناس:

مسند نشینوں کے زیر انتظام آٹھ خانقاہوں کے 400 زائرین سے سروے فارم کے تحت انٹرویو سے حاصل ہونے والی معلومات اور اعداد و شمار کے مطابق 100 فیصد نے مسند نشین کے عقیدہ و ایمان، ذاتی کردار، خوش مزاجی، رویہ میں شائستگی، خانقاہ میں لوگوں کو برداشت کا درس دینے اور ملازمین کا خدمت خلق کا جذبہ رکھنے کے بارے میں رائے کو مثبت قرار دیا۔ جبکہ 87.5 فیصد خانقاہوں نے اصلاح احوال کے مثبت جبکہ 12.5 فیصد نے "معلوم نہیں" کا جواب دیا۔

خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے پروگرام مدبّرین کی نظر میں:

جن اعلیٰ تعلیم کے حامل دانشور، پروفیسر حضرات، ماہرین سے آراء حاصل کی گئی ہیں ان کا اجمالی تعارف بیان کیا جا چکا ہے۔ اب مسند نشین کے زیر انتظام خانقاہوں میں تعمیر سیرت کے لیے تربیتی پروگرام اور طریقہ کار کو ذیل میں بیان کیا جارہا ہے۔ ان مختلف طبقہ فکر کے افراد کی مسند نشین کے زیرِ انتظام خانقاہوں کے حوالے سے آراء کی روشنی میں مندرجہ ذیل تجزیہ رپورٹ بطور سمری پیش خدمت ہے:

1۔ مسند نشینوں کی درگاہ سے وابستگی ان کے باپ دادا، پھر ان کی اولاد کے ساتھ منسلک ہے، لہٰذا مسند نشین زائرین اور ملحقہ آبادی کے افراد کے ساتھ بہت دوستانہ ماحول میں رہتے ہیں اور ان لوگوں سے رابطے مضبوط رکھنے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔ لوگوں کے مسائل اور ان کے دکھ درد میں شامل ہوتے ہیں اور کسی حد تک تعمیر سیرت کا کام کرتے ہیں۔

2۔ مسند نشین اپنے کردار اور سیرت کا بھرپور مظاہرہ کرتے ہیں تاکہ لوگوں کا اعتماد بحال رکھیں۔ اور اپنی زندگی کو طریقت و شریعت کی روشنی میں گزارتے ہیں۔ یہ درگاہیں طریقت اور شریعت کی پیروی کرتی ہیں۔

3۔ سب کی سب درگاہوں میں تعمیر سیرت کے جامع پروگرام موجود نہیں ہیں اور نہ ہی یہ پروگرام باقاعدگی سے چلتے ہیں۔ تاہم مختصر مذہبی تہوار کے انعقاد کے موقع پر نعت خوانی، وعظ اور درس و تدریس کا کام ہوتا ہے۔

4۔ تاہم مسند نشینوں کے زیر انتظام خانقاہوں میں ایک ایسا ماحول پیدا کر دیا گیا ہے کہ لوگ حسن اخلاق، بھائی چارے اور محبت کا اظہار روا رکھیں۔

5۔ درگاہوں میں مثلاً سندر شریف میں ہر اتوار کو محفل منعقد ہوتی ہے جس میں صرف اور صرف قرآن پاک اور احادیث کی روشنی میں بات چیت ہوتی ہے سوال و جواب ہوتے ہیں اور لیکچر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح جن خانقاہوں کے ساتھ مدرسے موجود ہیں اور حفظِ قرآن کی سہولت ہے وہاں اکثر تہوار پر اجتماع ہوتے ہیں اور تعمیرِ سیرت کی بات ہوتی ہے۔

مجموعی تقابلی جائزہ:

وسائل کے اعتبار سے تقابلی جائزہ:

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام تقریباً 74,000 ایکڑ اراضی، 537 مزارات، دکانیں اور بلڈنگز موجود ہیں جن سے کروڑوں روپے کی

آمدنی آتی ہے۔ جن کا 98.5 فیصد محکمہ تنخواہوں اور انتظامی اخراجات کی شکل میں خود خرچ کر لیتا ہے جبکہ مسند نشین اپنے آباؤ اجداد کی خانقاہ پر ہونے والے اخراجات اپنے ذاتی وسائل سے پورے کرتے ہیں۔

تعمیر سیرت یا دیگر فلاحی پروگراموں کے اعتبار سے تقابلی جائزہ:

جیسا کہ تحقیقی اعداد و شمار گراف کی شکل میں دیئے گئے ہیں۔ اس سے محکمہ اوقاف کے پروگرام عوام الناس کی نظر میں ہیں وہ ان کی سرکاری ذمہ داریوں میں شامل ہیں۔ مگر تنخواہ اور محکمہ کا بجٹ ہونے کے باوجود پروگراموں کی باقاعدگی کے لیے کوئی ماہانہ یا سالانہ کیلنڈر نہ بنا محکمہ کی نااہلی کا ثبوت ہے۔ جبکہ سروے کے مطابق مسند نشینوں کے زیر انتظام خانقاہوں میں تعلیمی، اصلاحی، تربیتی، فلاحی، صحت کے پروگرام، قانونی اور مستقبل کے پیشہ سے متعلق راہنمائی سمیت مستقل بنیادوں پر تسلسل کے ساتھ جاری رہتے ہیں۔

اہلیت کے اعتبار سے تقابلی جائزہ:

محکمہ اوقاف کے ملازمین کی تعلیم عمومی طور پر میٹرک سے ایم اے تک ہوتی ہے اور وہ خانقاہی نظام، صوفیا کی تعلیمات، قرآن و سنت کے علوم سے یا تو بے بہرہ ہوتے ہیں یا ذہنی طور پر مخالف ہوتے ہیں۔ اس صورت حال میں کسی مثبت پروگرام کے نااہل ہوتے ہیں یا منفی رجحان رکھتے ہیں جبکہ مسند نشین اولیاء اللہ کی اولاد ہونے کے ناتے خانقاہی نظام، صوفیا کی تعلیمات اور قرآن و سنت کے باعمل عالم ہیں اور خانقاہ کی شہرت اور عزت و توقیر کے محافظ ہونے کے سبب انہوں نے خلق خدا کی خدمت کے لیے اپنا وقت، وسائل، صلاحیتیں وقف کی ہوئی ہیں۔

احساسِ ذمہ داری کے اعتبار سے تقابلی جائزہ:

فیلڈ سروے کے دوران محکمہ اوقاف کی خانقاہوں پر جانے کا اتفاق ہوا، محکمہ اوقاف کے ملازمین چھوٹے شہروں، قصبوں میں واقع خانقاہوں پر صرف جمعہ کو گلہ کھول کر رقوم لانے کے لیے جاتے ہیں۔ دیگر دنوں میں اپنے افسران کے احکامات بجالانے میں مصروف رہتے ہیں۔ گورنمنٹ ملازم ہونے کے حوالے سے احساس ذمہ داری منصب کے مطابق کم ہی ہے۔

ان کے مقابل مسند نشین مقررا وقات میں خانقاہ میں موجود ہوتے ہیں۔ زائرین کے مسائل سنتے اور راہنمائی دیتے رہتے ہیں اور قرآن وسنت کی روشنی میں معاشرتی ذمہ داریوں کو بطریق احسن پوری کرنے کی تربیت دے رہے ہیں۔

جذبہ خدمت خلق کے اعتبار سے تقابلی جائزہ:

احساس ذمہ داری اور خدمت خلق کا جذبہ لازم و ملزوم ہیں۔ محکمہ اوقاف کے ملازمین میں اگر خدمت خلق کا جذبہ ہو تا تو زائرین کو نہ صرف ان کے بارے میں معلومات ہوتیں بلکہ حکومتی ملازمین کے بارے میں رائے عامہ بہتر ہوتی۔ اس کے برعکس مسند نشین کو بچپن سے والدین سے خدمت خلق کا جذبہ نہ صرف وراثت میں ملا ہے بلکہ تربیت اور ماحول بھی ایسا ہی ملا ہے کہ عادات میں عملی طور پر خدمت خلق کے پروگراموں میں رضاکارانہ کام کرنے کا تجربہ کے حامل ہوتے ہیں۔

عوام الناس میں شہرت کے اعتبار سے تقابلی جائزہ:

محکمہ اوقاف چند دوسرے محکموں کی طرح کرپشن کی شہرت رکھتا ہے اور آئے دن اخبارات میں خبروں کی زینت بنتا ہے۔ عام تاثر یہ ہے جب بجٹ ہی 98.5 فیصد اپنے اوپر خرچ کرتا ہے تو 1.5 فیصد میں لنگر، زائرین کا قیام اور دیگر سہولتیں کیسے فراہم کرتا ہے۔ لوگوں میں زبان زد عام ہے کہ عقیدت مند جو لنگر اور دیگر خدمات فراہم کرتے ہیں محکمہ اوقاف انہیں اپنے کھاتے میں ڈال لیتا ہے۔ مینجر اوقاف اور عوام الناس کے سوالنامے میں جوابات واضح ثبوت ہیں۔ جبکہ مسند نشین حضرات کی شہرت، عزت و توقیر روزِ روشن کی طرح عیاں ہے۔ لوگ نسل در نسل ان سے محبت کرتے ہیں۔ اپنا دکھ سکھ جو زمانے میں کسی کو نہیں بتا سکتے مسند نشین کے گوش گزار کرتے ہیں اور خانقاہوں سے خوش و خرم واپس آتے ہیں۔

خلاصۂ بحث:

عصر حاضر میں ہر دو محکمہ اوقاف و مسند نشینوں کے زیر انتظام جانقاہوں میں تعمیرِ سیرت کے پروگراموں کے عددی و تحریری تقابلی جائزے کے بعد محقق اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ خانقاہوں کا انتظام و انصرام صاحب وقت کے ہاتھ میں ہونا اشد ضروری ہے تاکہ

زائرین کے لیے خاطر خواہ سہولیات اور گاہے بگاہے تعمیرِ سیرت کے پروگراموں کی ترتیب دے کر دورِ حاضر کے انسانوں کی علمی اور روحانی راہنمائی کی جا سکے جو کہ اولیاء اللہ کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ مزید بر آں اس سے عملی طور پر دکھی انسانیت کی خدمت بھی کی جا سکے گی جو کہ اولیاء اللہ کا وطیرہ رہا ہے۔ اس کے برعکس محکمہ اوقاف کے زیر انتظام خانقاہوں میں اس قسم کے تعمیری پروگراموں کی کاغذوں میں تو کارروائی پیش کر دی جاتی ہے، لیکن عملی طور پر سرے سے ہی فقدان پایا جاتا ہے اور پسِ پردہ محکمہ اوقاف اور ان کے کارندے اپنے اپنے مفادات کی جنگ میں مصروفِ عمل دکھائی دیتے ہیں۔ محقق نے زیر نظر محکمہ اوقاف اور مسند نشینوں کے زیرِ انتظام خانقاہوں میں تعمیرِ سیرت کے پروگراموں کے تقابلی جائزے میں صرف زائرین کی تعمیرِ سیرت کے حوالے سے بحث کی ہے جبکہ اس موضوع کے کئی دوسرے پہلوؤں کے بارے میں بھی تحقیق کی جا سکتی ہے۔ تفکر کی بات یہ ہے کہ اس سے پہلے اس موضوع کو خال خال زیر بحث لایا گیا ہے اور محکمہ اوقاف کے خلاف اٹھنے والی ہر آواز کو ہر خواہی ناخواہی انداز سے دبانے کی کوشش کی جاتی رہی ہے اور بہت سارے مسند نشینوں کی جگہ پر محکمانہ کارروائیوں کے ذریعے محکمہ اوقاف کے کارندے براجمان ہو جاتے رہے ہیں۔ زیر نظر تقابلی جائزے سے یہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ چونکہ تعمیرِ سیرت کے پروگراموں میں مسند نشینوں کا کردار ہمیشہ سے مثبت رہا ہے لہذا ضرورت اس امر کی ہے کہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام خانقاہوں کے امور کو صاحب وقت کے ہاتھوں دے دیا جائے تاکہ خانقاہوں کی تعمیر کا حقیقی مقصد پورا کیا جا سکے۔

سفارشات

مندرجہ بالا حاصلاتِ بحث کی روشنی میں محقق کی رائے میں ذیل میں دی گئی سفارشات پر اعلیٰ حکام اگر عملی اقدامات اٹھاتے ہیں تو خانقاہوں کی بنیاد کی اصل روح کو دوبارہ زندہ کیا جا سکتا ہے اور اپنے اسلاف کی طریقت پر عمل پیرا ہو کر انسانیت کی علمی و روحانی تربیت کے ذریعے ایک صحتمند معاشرے کو جنم دیا جا سکتا ہے۔

1۔ محکمہ اوقاف کو کرپشن سے پاک کرنے کے لئے بے داغ ماضی والے دیانتدار افسران اور قدیم وجدید علوم سے مزیّن مشائخ کے نمائندوں پر مشتمل با اختیار کمیٹی وقت کی اہم ضرورت ہے۔
2۔ جس خانقاہ سے آمدنی ہو اسی خانقاہ اور اس کے زائرین کی تعمیرِ سیرت، تعلیم وتربیت اور فلاح وبہبود پر خرچ ہونی چاہیے۔
3۔ ذاتی تصرف میں خانقاہوں کے مسند نشینوں کو تعلیمی اداروں میں جدید تقاضوں کے مطابق علوم شامل کرنے اور انہیں اپ گریڈ کرنے کی ضرورت ہے۔ جس طرح خانقاہ نیریاں شریف کے زیر انتظام محی الدین اسلامک یونیورسٹی ہے، اسی طرح دیگر مسند نشینوں کو بھی عوام کی اعلیٰ سطح پر تعمیرِ سیرت وکردار سازی کے لیے ایسی یونیورسٹیوں کا قیام عمل میں لانا چاہیے۔
4۔ تعلیمی نصاب میں بچوں کی تربیت کے لیے بزرگانِ دین کی تعلیمات اور ان کی زندگیوں کے واقعات کو شامل کیا جانا چاہیے۔
5۔ ہر خانقاہ پر تصوف کی کتابوں کا درس دیا جانا چاہئے مثلاً "کشف المحجوب"، "فوائد الفواد"، "عوارف المعارف"، "نفحات الانس"، "سیر الاولیاء"، "غنیۃ الطالبین" وغیرہ۔
6۔ ہر خانقاہ کے ساتھ مسجد، مدرسہ، لنگر، ڈسپنسری، سکول، کالج، یونیورسٹی (حتی المقدور) لائبریری اور تحقیقی مرکز قائم ہونے قائم ہونے چاہئیں۔

References:

1 Dr. Mahmood-ūl-Hasan Arif, *Islām kā Qānoon-i-Waqf,* (Lāhore: Diyāl Singh Trust Library, 1st edition 1994AD), 25
2 Dr. Mahmood-ūl-Hasan Arif, *Islām kā Qānoon-i-Waqf,* 25
3 Justice Tanzel-ūl-Rahmān, *Majmuā-i-Qwāneen-i-Islam,* (Islāmabād: Idārā Tehqiqāt-i-Islāmī, 6th Edition 2005AD), 3/1044
4 Muālvī Muhammad Ismā'īl Haneefī, *Qānoon-i-Waqf Al-al-aulād,* (Lāhore: Feroz Printing Works, 1932AD), 2
5 Abū Abdūllāh Muhammad bīn Ismā'īl al-Būkhārī, *Saheeh Būkhārī,* Kītāb:Wasīyato kāy masā'il ka bayān,

(Lāhore: Maktabā Islāmīā, 2013AD), Hadīth 2778, 2/76

6 Abū Abdūllāh Muhammad bīn Ismā'īl al-Būkhārī, *Saheeh Būkhārī*, Kītāb:Wasīyato kāy masā'il ka bayān, Hadīth 2778, 2/76

7 Alā-ud-din Alī Mutaqī bin Hassam-ūd-din, *Kanz-ūl-Umāl (Urdu)*, (Karāchi: Dār-ūl-Ashāat, 2009AD), Hadīth 46152, 16/682

8 Burhān-ūd-dīn, Ibrāheem bin Mūsā, *Kitāb-ūl-Asā'f fi Ahkām-al-Aūwqāf*, (Misr: Matbā Hindīā, 2nd Edition 1902AD), 6

9 Al-Būkhārī, *Saheeh Būkhārī*, Kītāb: Shrā'et kā Bayān, Hadīth 2737, 2/51

10 Abū Bakr Ahmad bin Amr al-Shebanī al-Khīsāf, *Ahkām-ūl-Aūqāf*, (Qahira: Maktabā al-Sīqāfā al-Dīnīā, 1322Hijri), 6

11 Zāin-ūd-dīn Ibrāheem bin Muhammad Ibn-i-Najeem, *Al-Ishbā Wa-al-Nazair Alā Mazhib Abī Hanīfā al-Naumān*, Kītāb-ūl-Waqf, (Bairūt-Labnān: Dar-ūl-Kūtb al-Ilmīā, 1999AD), 163

12 Nīzām-ūd-dīn al-Balkhī, *Fatawā-al-Hindīā*, Kītāb-ūl-Waqf, (Bairūt: Dar-ūl-Fikr, 1310Hijrī), 2/408

13 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, Kītāb-ūl-Waqf, (Bairūt: Dar-ūl-Fikr, 2nd Edition 1992AD), 4/380

14 Dr. Mahmood-ūl-Hasan Arif, *Islām kā Qānoon-i-Waqf*, 148

15 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/380,381

16 Kamāl-ūd-dīn Muhammad bin Abd-ūl-Wahid, Ibn-i-Hamām, *Fateh-ūl-Qadeer*, Kītāb-ūl-Waqf, (Bairūt: Dar-ūl-Fikr), 6/240

17 Nīzām-ūd-dīn al-Balkhī, *Fatūwā-al-Hindīā*, Kītāb-ūl-Waqf, 2/408

18 Alā-ūd-dīn Abū Bakr bin Masood, *Al-Badāī Wa-al-Sanāī fi Tartīb-ūl-Sharāi*, (Bairūt-Labnān: Dar-ūl-Kūtb al-Ilmīā, 2nd Edition 1986AD), 6/221

19 Abu Muhammad Mofiq-ūd-Dīn Ibn-i-Qadāmā, *Al-Mūghannī Le-Ibn-i-Qadāmā*, Kītāb-ūl-Waqf Wa-al-Atāyā, (Qahira: Maktaba-tūl-Qahira, 1968AD), 6/6

20 Alā-ūd-dīn Alī Muttaqī bin Hassām-ūd-dīn, *Kanz-ūl-Umāl (Urdu)*, Hadīth 46152, 16/682

21 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/381

22 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/380

23 Nīzām-ūd-dīn al-Balkhī, *Fatawā-al-Hindīā*, Kītāb-ūl-Waqf, 2/412

24 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/382

25 Nīzām-ūd-dīn al-Balkhī, *Fatawā-al-Hindīā*, Kītāb-ūl-Waqf, 2/413

26 Zāin-ūd-dīn Ibrāheem bin Muhammad Ibn-i-Najeem, *Al-Ishbā Wa-al-Nazair Alā Mazhib Abī Hanīfā al-Naumān*, Kītāb-ūl-Waqf, 134

27 Ahmad bin Muhammad bin Muhammad, *Lisān-ūl-Hakām fi Ma'rifa-tūl-Ahkām*, (Qahira: Al-Babī al-Halbī, 1973AD), 296

28 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/400

29 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/438-439

30 Shams-ūd-Dīn al-Sarakhsī, *Al-Mabsoot*, Kītāb-ūl-Waqf, (Bairūt-Labnān: Dar-ūl-Marīfā, 1989AD), 12/36

31 Shams-ūd-Dīn al-Sarakhsī, *Al-Mabsoot*, Kītāb-ūl-Waqf, 12/31

32 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/424-425

33 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/425

34 Kamāl-ūd-dīn Muhammad bin Abd-ūl-Wahid, Ibn-i-Hamām, *Fateh-ūl-Qadeer*, 6/240

35 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/380-382

36 Zain-ūd-Dīn Ibrāheem bin Muhammad Ibn-e-Najeem, *Al-Behr-ūr-rāīq Sharah Kanz-ūl-Daqāiq*, Kītāb-ūl-Waqf, (Bairūt-Labnān: Dar-ūl-Kūtb al-Islāmīā), 5/250

37 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/400

38 Kamāl-ūd-dīn Muhammad bin Abd-ūl-Wahid, Ibn-i-Hamām, *Fateh-ūl-Qadeer*, 6/240

39 Nizām-ūd-dīn al-Balkhī, *Fatawā-al-Hindīā*, Kītāb-ūl-Waqf, 2/414

40 Ibn-i-Aābdeen Muhammad Ameen bin Umr, *Rad-ūl-Mohtār Alā Dūr-ūl-Mukhtār*, 4/413

41 Zain-ūd-Dīn Ibrāheem bin Muhammad Ibn-e-Najeem, *Al-Behr-ūr-rāīq Sharah Kanz-ūl-Daqāīq*, Kitāb-ūl-Waqf, 5/263

42 Ghāfar Shehzād, *Punjāb māin Khānqāhī Culture*, 49-51

43 Ghāfar Shehzād, *Punjāb māin Khānqāhī Culture*, 53-56